مطبوعات

قرآن و حدیث کا ادبی رخ — از جناب محمد محسن ٹونکی - ناشر: پبلک لائبریری ایسوسی ایشن، سی ۸/ ۱۵۹، ملیر کالونی، کراچی ۱۹ - جناب لطیف شکور ایڈووکیٹ کی طرف سے مفت تقسیم کرائی گئی - ملنے کا پتہ: ۵۵ استی بلاک پہلی منزل بحسرت موہانی روڈ آف آئی آئی چندریگر روڈ - کراچی۔

قرآن (بعد ازاں حدیث) کی ادبی قدر و قیمت پہ اُردو زبان میں بہت کم کلام کیا گیا - پہلی بار محمد محسن ٹونکی صاحب کی یہ کتاب سامنے آئی ہے اور بڑا دلآویز سامانِ مطالعہ ساتھ لائی ہے - روشن حقیقت ہے کہ قرآن ایک کلامِ دلنشیں ہے - وہ سارا ایک ادبی شاہکار (بلکہ معجزہ) ہے - پھر اس کی خاص خاص عبارتیں زلزلہ افگن بھی ہیں اور کہیں گہربار اور گلبار بھی - قرآن اپنے پڑھنے والے کو پہلے ہلکے انداز سے متاثر کرتا ہے پھر اسے جھنجھوڑ دیتا ہے - ظاہر ہے کہ قرآن کا معیارِ ادب و بلاغت کتنا بلند ہوگا - محمد محسن صاحب نے تعارف، کنایات، قرآنِ کریم اور بلاغت، استعارۂ تمثیلیہ، استعارات بالکنایہ، ایجازِ حذف اور مجازِ مرسل وغیرہ موضوعات کے تحت قرآنی کلام کے نمونے توضیحات کے ساتھ پیش کیے ہیں - خاص طور پر "پانی" سے متعلق قرآنی بیان کی مختلف مثالوں کو تفصیل سے لیا ہے - اسی طرح سورۂ فیل اور سورۂ لہب کی ادبی خوبیوں پر جامع گفتگو فرمائی ہے - ساتھ ساتھ اور بالخصوص آخر میں احادیثِ پاک کے حُسنِ ادبیت کو بھی نمایاں کیا ہے - ضمناً ہر بحث میں کتنی ہی عام یا سائنسی معلومات جمع کر کے مؤلف نے کتاب کو زیادہ قابلِ قدر بنا دیا ہے - مؤلف عربی ادب کے صنائع و بدائع کا شعور رکھتے ہیں۔

میری رائے یہ ہے کہ اس اچھے و قیع کام کی صورت میں جو قدمِ آغاز اٹھایا گیا ہے، کچھ لوگوں کو اس سے آگے مزید کام کرنا چاہیے۔

سیرت فاطمۃ الزہراؓ از جناب سیرت نگارِ صحابہؓ طالب ہاشمی صاحب - ناشر: البدر پبلی کیشنز - ۲۳، راحت مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور، قیمت: -/۳۰ روپے -

طالب ہاشمی صاحب کو ان کا قلم ان شاء اللہ جنت میں لے جائے گا - انہوں نے صحابہ و صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحائے اُمت کی سیرتوں کے جو عکس پیش کیے ہیں، اُن کے ذریعے نہ صرف اُردو زبان و ادب کے دامن کو مالا مال کیا ہے بلکہ دینِ قیم کی تجلیات کو خوب نمایاں کیا ہے - نیز عترتِ رسولؐ کی شان پیش فرمائی ہے - سبحان اللہ! کتاب پڑھیں تو معلوم ہوتا کہ حضرت فاطمہؓ کی سیرت، محبتِ والد، رفقت، مشقت، صبر، ذکر و عبادت، انفاق و اطعام، ہمدردی، اطاعتِ شوہر، شفقت و تربیتِ اولاد اور عفت و حیا کی گلدستہ عبارت سے بنی تھی - عالمِ طفلی ہی میں ایک موقع پر اچھے کپڑے اور زیور پہننے سے انکار کر دیا (ص ۶۳) ذہانت کا یہ عالم کہ جب بچی تھیں تو والدہ سے سوال کیا کہ کیا اللہ ہمیں نظر بھی آ سکتا ہے؟ (ص ۶۲) غیرت ایسی کہ کم عمری میں ابوجہل کے تھپڑ مارنے کا بدلہ لے لیا (ص ۶۶) - رات کو بخار ہوتا اور صبح کو چکی پیستیں، پانی کا مشکیزہ بھر کر لاتیں، پھر بھرپور عبادت کرتیں اور اولاد کی گواہی ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے آرام اور فائدے کے لیے دُعا نہیں کی - (ص) سونے کا ہار حضورؐ کے اشارے سے اُتارا اور بیچ دیا - (ص ۱۳۵) - اسی طرح پردہ اور کنگنوں کا معاملہ ہوا (ص ۱۳۶) - حضرت اسماءؓ کے سامنے یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردے کا پورا لحاظ رکھنا - (ص ۱۷۳) - کچھ لوگوں نے تاریخ کے تمام ریکارڈ پر خط پھیر کر یہ دعویٰ کیا کہ حضورؐ کی ایک ہی بیٹی فاطمہؓ تھیں - طالب ہاشمی صاحب نے وضاحت سے بتایا ہے کہ چار صاحبزادیاں تھیں اور سب کے حالات لکھے ہیں -

ایک گروہ نے میراثِ رسولؐ (باغِ فدک وغیرہ) کی بحث چھیڑ کر خلیفہ اوّل اور حضرت فاطمہؓ (و جملہ لواحقین) کے درمیان کشیدگی و اختلاف کا سماں پیدا کر دکھایا ہے - مگر حضورؐ اور حضورؐ کے اہلِ خاندان کی شدید محبت عوام میں تھی - اور ایسے میں اگر خلیفۂ اوّل سے ناچاقی ہوتی تو چہ میگوئیوں کا طوفان انقلاب کا وجزر پیدا کر دیتا - بات صرف یہ ہے کہ خلیفۂ اوّل نے اس معاملے میں بھی اپنا اُصولی مسلک برقرار رکھا کہ حضورؐ نے جس طرح کسی معاملے کو چلایا میں اس میں رد و بدل نہیں کر سکتا - اگر رنجش تھی بھی تو ثابت ہے کہ وہ افہام و تفہیم سے دفع ہو گئی - ملاحظہ ہوں روایاتِ طبقات ابن سعد، البدایہ والنہایہ، مسندِ احمد بن حنبل اور شرح نہج البلاغہ - جلد ۵، ص ۱۷۰-۱۶۹) - حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی پیدائش بعثت سے

ایک سال پہلے اور وفات ۳/ رمضان المبارک ۱۱ھ (بروایت اہل تشیع ۳/ جمادی الآخری ۱۱ھ) ہوئی ایک مبارک ہستی کے متعلق مبارک کتاب ہے۔ کاش کہ آج کی عورت یہ سمجھ سکے کہ اس کی ذہنی، معاشرتی اور اخلاقی قیادت کا نمونہ وہ ہے جو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

افغان مجاہدین	از جناب اسعد گیلانی ایم اے، ایم این اے ۔ ناشر: اسلامی اکادمی منصورہ لاہور

قیمت: ۵۰/ روپے۔

مسئلہ افغانستان ـــ روسی جارحیت، جہادِ افغانستان اور مہاجرینِ افغانستان کے متعلق اردو میں جتنا زیادہ لٹریچر نمودار ہو جانا چاہیے تھا، اتنا نہیں ہوا۔ ایک طرف اہلِ علم و فضل کا فرض تھا کہ وہ افغانستان کی تاریخ، قوم افاغنہ کی روایات، افغانستان میں روس کی دوستانہ مداخلت اور اس میں روز بروز اضافہ، کمیونزم کا سیاسی لیڈروں اور گروہوں اور نوجوان حلقوں میں نفوذ، محل میں اس کا غلبہ وغیرہ، مسائل پر نہایت درجہ تحقیقی لٹریچر لکھا جاتا۔ دوسری طرف ادیبوں اور شاعروں کا کام تھا کہ وہ جارحیت کے خلاف اور اپنی آزادی کا تحفظ کرنے والے نہتے افغانوں کے حق میں "لفظ" کے محاذ سے اخلاقی مدد، صداقت و انصاف کو پہنچاتے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ قوم کا خاصا بڑا حصہ بے حس ہے اور اس وقت کا منتظر ہے جب بے حسی کی برفانی چٹانوں کو مشیت کا قانون اپنے نیزے سے پھاڑ دے۔

صرف چند کتابیں اور رسائل ہمارے پاس ہیں۔ ان میں ایک یہ کتاب "افغان مجاہدین" نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے۔ اسعد گیلانی صاحب نے اس کتاب میں دونوں طرح سے کام کیا ہے۔ یعنی ایک گونہ تاریخ و تحقیق کا بھی اور بیشتر ادبیت کے پیرائے ہیں۔ تقریظ میں انہوں نے مسئلے کا پورا جائزہ پیش کر دیا ہے، اگلی فصل کا عنوان ہی پوری داستان ہے: "روس دوست خور سامراج"۔ پھر ہجرت اور جہاد کے عنوانات پر دل کھول کر گیلانی صاحب نے پُرزور اظہار کیا ہے۔ ہجرت و جہاد دونوں ان کے بہت ہی خاص موضوع ہیں۔ وہ ہمیں جنگ کے معرکوں کے درمیان لے جاتے ہیں، وہ مہاجروں کے قافلوں کے ساتھ شامل کر دیتے ہیں، مہاجرین کے کیمپ میں لے جا کر ایسے ایسے زندہ کرداروں سے متعارف کراتے اور ان کی سرگزشتیں سنواتے ہیں کہ دل ہل جاتا ہے۔

سب سے زیادہ جھنجوڑ دینے والا باب وہ ہے جس میں افغان مجاہد عالمِ اسلام کو پکارتا ہے اور عالمِ اسلام جواب دیتا ہے۔ یہ جواب میرے ہی اشعار پر مشتمل ہے جسے کچھ عرصہ پہلے میں نے کسی اور پیرائے میں لکھا تھا۔

البدر از: سلیم منصور خالد۔ ناشر: ادارہ مطبوعاتِ طلبہ۔ لاہور ۱۶۔ قیمت: ۳۰/- روپے

البدر محبِ اسلام نوجوانوں کا وہ گروہ تھا جنھوں نے ہر قسم کے مفاد اور خوف سے بے نیاز ہو کر پاکستان کے مشرقی حصے میں بھارتی فوجیوں، گھس بیٹھیوں، مکتی باہنی اور مجیب باہنی کے خلاف جانبازی و سرفروشی کا کھیل کھیلا۔ ان کا مقصد تھا کہ وہ سازش ناکام ہو جائے جو پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے مشرقی حصے کو ہدف بنائے ہوئے تھی۔ ہزاروں نوجوان خاک و خون میں لوٹ گئے۔ اس سازش کا ٹینک اُن کے اوپر سے اور اُن کی سرزمین کے اوپر سے تباہی مچاتا اس لیے گذر گیا کہ اس سازش میں حصہ خود پاکستان کے سرپرستوں اور خادموں کا بھی تھا۔

البدر کے نوجوان سرفروشوں کی یہ داستان بڑی مفصل ہے اور اس کا ریکارڈ بڑی محنت سے جمع کیا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب اسلامی روح بیدار ہو جاتی ہے تو آج بھی لوں سے شجاعت کے ویسے ہی فوارے اُبلنے لگتے ہیں جیسے صدیوں پہلے اُبلے تھے اور بار بار اُبلتے رہے۔ دوسری بات یہ کہ البدر کے قربانی دینے والے ہزاروں نوجوانوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں نکلا کہ جس نے مخالف طاقت کی سنگینوں کی زد میں آ کر یا بازو و ٹانگیں کٹ جانے پر بھی ان کا مطلوبہ مخالفِ پاکستان نعرہ لگایا ہو۔ یا جان بچانے کے لیے کوئی ذرا سی کمزوری دکھائی ہو۔ تیسری یہ کہ اسلامی رُوح بیدار ہو جائے تو آج بھی قلیل التعداد گروہ قلیل ہتھیاروں کے ساتھ زیادہ بڑے مسلح جتھوں کو جھکا سکتے ہیں۔ چوتھا سبق یہ ہے کہ پاکستان کی محبت کے زبانی کلامی دعوے کرنے کے مقابلے میں اپنے خون سے لوحِ خاک پر نقوشِ وفا مرتسم کر دینا ایسا ثبوتِ محبت ہے کہ کسی دعوے کے بغیر ہی دشمن تک تسلیم کر لیتا ہے۔ پانچواں راز یہ کہ بعض مراحل میں بظاہر بازی ہاتھ سے نکل جاتی ہے، لیکن بعد میں وہی شکست فتوحات کے راستے کھول دیتی ہے۔ کاش کہ لوگ یہ سبق اخذ کر سکیں۔

سلیم منصور خالد نے کتنے ہی معرکوں کا منظر ہمارے سامنے لا رکھا ہے اور کیسے کیسے شاندار

کرداروں سے دورانِ نقل و حرکت ہماری ملاقات کرادی ہے۔

پاکستان بلکہ عالمِ اسلام کے تمام نوجوانوں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

الاعتبار (اشاعتِ خاص) مرتبہ: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر مدیر اعزازی و مجلسِ مشیران۔ دفتر اشاعت: فرینڈز آف دی مسلم ورلڈ، ڈنگہ سنگھ بلڈنگ، شاہراہ قائداعظم لاہور۔ چندہ سالانہ: ۵/۰ روپے۔ ٹائیٹل رنگین دبیز آرٹ پیپر۔

محبانِ عالمِ اسلامی کی طرف سے بیک وقت عربی اور انگریزی میں شائع ہونے والا یہ سہ ماہی جریدہ اپنی عمر کی بہت سی بہاریں دیکھ چکا ہے اور اس وقت ہمارے سامنے جلد ۱۵ کا شمارہ ۴، ۳ ہے جو مسئلہ افغانستان پر خصوصی اشاعت ہے۔ مجلسِ مشیران میں ایس انوار الحق سابق چیف جسٹس پاکستان، مولینا حامد علی خان، ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر عبدالسلام خورشید شامل ہیں۔ اس اشاعتِ خاص کے تمام مضامین قیمتی ہیں۔ مثلاً سوویٹ مسلمانوں پر ماسکو کی جارحیت، سوویٹ یونین میں مسلمانوں کی گوریلا جنگ (۱۹۲۰-۱۹۸۱ء)، افغانستان کے نئے اسباق، افغانستان میں سوویٹ یونین کے ۵ سال، مسئلہ افغانستان میں پاکستان کیا کیا راہیں اختیار کر سکتا ہے، افغانستان کی اسلامی تحریک اور جارحیت کی مزاحمت میں اس کا حصہ۔ لکھنے والے بھی مرتبہ و مقام رکھتے ہیں۔

قادیانی نبی اور غازی منجم تالیف: غازی منجم صدر پاکستان نجوم سوسائٹی، پرنسپل غازی نجوم کالج۔

پتہ: ۴۵/۷ بنک روڈ۔ صدر راولپنڈی۔

غازی منجم پاکستانی اخبارات کے ذریعے پہلے سے خوب متعارف ہیں۔ وہ ایک نظر انسانوں پر ڈالتے ہیں، ایک ستاروں پر اور پھر جو دل میں آتی ہے لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے لکھا: "جو شخص، جماعت یا ملک پاکستان کی مخالفت یا نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عتاب سے نہیں بچ سکے گا۔" ہزار علمِ نجوم ایک طرف اور یہ پُرجوش جملہ ایک طرف۔ ان کا ستاروں کو دیکھنے اور نتائج نکالنے کا انداز بالکل اپنا ہے بلکہ یکسر پاکستانی ہے۔

اس کتاب کا اصل دلچسپ غالب حصہ وہ ہے جس میں مرزائیوں یا قادیانیوں کو غازی صاحب نے اپنے علمِ نجوم کی زد میں لے کر ان کا خاکہ ایسے اُڑایا ہے کہ دن میں تارے دکھا دیے ہیں۔ اس سلسلے کے خطوط کا مطالعہ بہت دلچسپ ہے۔